معزز ناظرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - خدا تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ ہمارا امام جسکی اطاعت کا جوا ہم نے اپنی گردن پر لیا ہے - وہ احسن سے احسن اخلاق کا بے نظیر اور اعلیٰ نمونہ ہے - اور کیون نہ ہو - جبکہ وہ اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہے - جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے انک لعلیٰ خلق عظیم فرمایا ہے - سوء ظن اس کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا - ایسے ہی مجھے امید ہے - کہ آپ کے مطہر قلب اور دماغ بھی سوء ظن جیسے مکروہ خیال سے پاک ہون گے - اور البدر کی اشاعت میں جو غیر معمولی تعویق ہو رہی ہے - آپ اُسے میری غفلت اور کسل اور دیدہ و دانستہ لاپروائی پر ہرگز حمل نہ کرین گے - ہان اگر آپ یہ کہیں - کہ مین نے اس امر میں سستی کی ہے - کہ تقویٰ کے جن اعلیٰ مدارج پر پہونچنے سے مومن کی ہر ایک ضرورت کا کفیل اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے - اور ہر ایک تنگی کیلئے مخرج پیدا کرنیکا وعدہ فرماتا ہے - وہ مدارج کامل طور پر حاصل نہ کئے - تو یہ آپ کا کہنا بے شک بجا ہوگا - اور اس خیال کیساتھ اُمید ہے کہ حقوق اخوۃ اس امر کا تقاضا ئے کرین گے - کہ آپ دردِ دل سے میرے لئے دعا کرین - کہ خدا تعالیٰ اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ہر ایک پہلو سے مجھے طیار کر دیوے - اور حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات اور دیگر ضروری خبرین اور حالات مقررہ وقت پر آپ کی خدمت میں پہونچتے رہین -

ان تمام کمزوریون کو بذاتِ خود محسوس کر کے میں نے البدر نمبر ۲۱ میں ایک آرٹیکل فرض منصبی میں نقص کے عنوان سے دیا تھا - مجھے امید ہے - کہ آپ نے اُسے مطالعہ فرمایا ہوگا اور بہ حیثیت ایک مومن ہونے کے حسن ظن سے کام لیکر میری اُس گذارش کو واقعات حقہ پر مبنی خیال کیا ہوگا جس قدر شاف کیفروزہ کو میں نے اسمیں بیان کیا ہے - عمدہ اور کافی انتظام کے لئے واقعی اُسی قدر شاف کیفروزہ ہے اور میں اسی کوشش میں ہون - کہ اگر خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوئی - اور حسب مراد انتظام ہو گیا - تو سالہا سال سے جو شکایت قادیانی اخبارون کی بے قاعدگی کی چلی آتی ہے وہ رفع ہو جاوے گی -

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے - کہ اخبار کے اجراء کیوقت جو عہد کلمات طیبات کے ضبط کرنے اور پہونچا دینے کا مین نے کیا تھا - وہ عہد تو بذاتِ خود سچا تھا - مگر ناتجربہ کاری پر ضرور مبنی تھا - کیونکہ مجھے اخبار کی ضروریات اور اس کے انتظام کی حقیقت کا علم نہ تھا - سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۔ اگر ہوتا تو انشاء اللہ بغیر کامل انتظام کے میں اس سلسلہ کو جاری نہ کرتا - اور اس طرح ابتلا کا موقعہ نہ مجھے اور نہ آپ کو پیش آتا - لیکن خدا تعالیٰ کا ہر ایک فعل حکمت سے خالی نہیں ہے جن اغراض کے لئے میں نے قادیان میں ہجرت کی ہے - تجربہ ہوا ہے - کہ ان ابتلاؤن نے بھی اُنکی تکمیل میں ایک دست باز کا کام دیا ہے - اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً - اس لئے مجھے امید ہے - کہ اس عسر کے بعد ضرور کوئی صورت یسر کی پیدا ہو جاویگی - آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کبھی کسی سے کوئی کام بگڑ جاتا - تو آپ بجائے رنجیدہ ہونے کے فرمایا کرتے - فعل ما قدر - یعنی جو ہونا تھا ہو چکا - اور کبھی رنج وغم کا اثر بھی آپ پر نہ پایا جاتا - بس ہم بھی اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہین - اور گذشتہ ناکامیون اور بے ترتیبیون کو نظر انداز کر کے آئندہ کے لئے خدا سے بذریعہ دعا کے مدد مانگتے ہین - کہ وہ کامل انتظام کے وسائل اور اسباب اپنے فضل سے بہم پہونچا دیوے - آپ بھی اسمیں ہماری مدد فرماوین - اور کارخانہ کے استحکام پائیداری اور مستقل انتظام کے لئے جو جو احسن اور اکمل تجاویز آپ کے ذہن رسا میں غور و فکر اور دعا کے بعد اللہ تعالیٰ القا کرے اس سے اس خاکسار کو اطلاع دیوین

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے - کہ ہر ایک عمل کا ثواب عنداللہ اسی وقت ہوتا ہے - جبکہ اس میں للہیت اور خلوص نیت ہو اور مقصود نوع انسان کو عموماً اور اپنے دینی بھائیون کو خصوصاً فائدہ پہونچانا ہو - اگر یہ مقصد اور علت غائی ہوگی - تو اُمید ہے - کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کریگا - ہم اپنے نفس کی باریک شرارتون اور مکر و فریب سے اور اپنی غلطیون کے بُرے نتائج سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہین - اور اس کے فضل کے امیدوار ہین (محمد افضل)

دو مسکین احباب نے البدر کی مفت خریداری کی درخواست کی ہے چونکہ کارخانہ کو اسقدر وسعت نہیں کہ مفت دے - اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ذی وسعت احباب میں سے کوئی دو صاحب انکی قیمت ادا کر کے عنداللہ اجر حاصل کرین ✤

نوٹ - خبرون کا سلسلہ آجکل اسلئے بند ہے - کہ مضامین کی ترتیب کا کوئی انتظام نہیں - اخبار کا کچھ حصہ سیر و سیاحت سے لکھایا جاتا ہے اور کچھ کہیں سے اسلئے کو وقت پر جو مضمون طیار آتا ہے وہ طبع کر دیا جاتا ہے - انشاء اللہ کمل انتظام پر پھر وہ سلسلہ شروع ہوگا -

---

المنصور - نام کا ایک لاہور رسالہ ہمارے احمدی بھائی منشی محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس مصنف شہادت آسمانی و اعجاز احمدی وغیرہ کے اہتمام سے دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے - جس کا پہلا نمبر دفتر البدر میں بھی بھیجا گیا ہے - اس کے ٹیٹل پیج کے دوسرے ورق پر ایک عمدہ نظارہ بنا کر اس میں حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی سی عکسی تصویر دیگئی ہے - جس کا عکس بہت ہی مدھم آیا ہے اور باقی اوراق میں احمدی مشن کی تائید میں مضامین ہیں مصنف کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق سے بعض کتابیں کسر صلیب کی تائید میں ہدیہ ناظرین کی جاوین - ایک ورق طب کا بھی ہے - جس میں اغذیہ کے افعال اور خواص دیئے گئے مین اس کی قیمت سالانہ عہ ہے - ۱۸ × ۲۲ کی چھوٹی تختی پر ۲۰ صفحہ کا رسالہ اس قیمت میں گران نہیں ہے - خدا کے فضل سے احمدی جماعت کا میدان تو اسقدر وسیع ہے کہ اگر کئی اخبارات اور رسالے بھی نکلین تو کافی طور پر ان کی سمائی ہو سکے - مگر نا معلوم کہ آیا جماعت کی غفلت ہے یا ہم لوگون کی نیت میں کچھ خلل ہے کہ نفسانی اغراض شامل ہو کر ہماری ترقی کا سد راہ ہو جاتے ہین کہ جس قدر اخبار اور رسالے نکلے ہین - ایک تو ان میں سے بند ہو گیا - اخبارات کو ابھی تک یہ نصیب نہوا کہ ناظرین کی شکایتیں رفع اور مہتممون کی دلی آرزوئیں پوری ہون اس سے بڑھ کر اور کیا کہ میگزین جیسے دینی خادم اور مجاہد کے استحکام کے لئے خود حضرۃ مسیح موعودؑ کو قلم برداشت کرنا پڑا - اس لئے اس لحاظ سے کہ ایک احمدی دوست نے مثل ہمارے اپنے اوقات کو ایک رنگ میں احمدی جماعت کی خدمت میں صرف کرنا چاہا ہے اور المنصور کے ذریعہ سے احمدی پبلک کے رعب اور اثر کو بڑھانے کی کوشش کی ہے - ہم تہ دل سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ناظرین سے سفارش کرتے ہین کہ وہ کم از کم اس کا ایک ایک نمونہ منگوا کر دیکھ لین اور حتی الوسع اسکی ربوبیت کے کفیل ہون اور اپنی کنار عاطفت میں اسی جگہ دین - اور اپنے اور احمدی ہمعصرون کی تجربہ کی بنا پر مصنف کو یہ کہتے ہین کہ وہ نیت میں خلوص اور خدمت دین کے ارادہ سے محض ابتغاء لوجہ اللہ اس بار کو اٹھاوین - اور انتظامی مشین کا ہر ایک کیل پرزہ درست کر لین - ہم تو ناتجربہ کاری سے خود بھی بعض ابتلاء کا نشانہ ہوئے - ناظرین کو شکایت کا موقعہ بھی دیا - مگر وہ ایسا نہ کرین - من نکردم شما حذر بکنید - ہم سر دست اس قدر اس پر لکھنا کافی خیال کرتے ہین اور جون جون اسکی عمر بڑھی اور ہم زندہ رہے تو پھر دوسرے موقعہ پر ریویو کرتے کون سی دیر ہے ✤

نوٹ - چونکہ مین دوران مقدمہ میں حضرۃ مسیح موعود کے ہمراہ گورداسپور ہوتا ہون - اخبار عدم موجودگی میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے - اسلئے اگر کوئی غلطی ہو جاوے تو معاف فرما دین - گذشتہ اخبار میں جو مضمون تعدد ازدواج پر سید محمود مرحوم کی رائے کے عنوان سے چھپا ہے وہ ہم نے اخبار آصفی مدراس سے لیا تھا - مگر کاتب

ملفوظات احمدیہ

۳۰ جون بمقام گورداسپور

طعام اہلکتاب پر فیصلہ کن تقریر

امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے ..... اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ انکو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے۔ اسپر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے **فرمایا** چونکہ نصاریٰ اس وقت ایک ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اُسکے حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انہیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اُسپر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیے جاتے ہیں اسلیے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو انکے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلیے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقوے اور ناجائز ہیں۔ جسحالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں اُنمیں کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اسپر ابو سعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اُنہ حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال کس قدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں اب تک موجود ہیں جنکو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے اُنکو بھی مدنظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور اُنکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے **فرمایا** کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اسکے یہی معنی ہونگے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اُسکا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان بیمار ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُسکے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے اسی لیے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ نہیں آنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگا لیا کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت ہنوز اچھی ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں ہوتی ہیں اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شے وہاں ہی سے مل جاوے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہییں۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہل کتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اُسوقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انہیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اُسوقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کے مسائل بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اُسپر اس امر میں جیسے عملدرآمد اُسوقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اسپر ابو سعید صاحب موصوف نے عرض کی کہ اھل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمیں اسلیے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد بھی ہے

ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایک دفعہ میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اسوقت جو دجال موجود ہے وہ اسی کا ظل اور اثر ہے کیونکہ موجودہ عیسویت دراصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جسنے ہر ایک حرام کو حلال کر دیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اسکی ایک آنکھ بھی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اُسکا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ میں آپ کو وہی دکھایا گیا ہو اور اُسکے متبعین نے ہی یہ تمام ایجاد یں کی ہیں جسکو دجال کی صنعت اور کارنامہ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم

صدقات و خیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اسپر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات و خیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور یہ دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے۔ بعض ارادے الٰہی صرف اسلیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ و خیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب دعا شرط پوری ہو اور وقت مناسب مل جاوے اور کوئی

نفع نہ ہو تو ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہنچتے طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے انہیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے۔

اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خان صاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار ہوا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔ آپ نے **فرمایا** کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے اس پر شارح شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اسکے کیا معنی ہوئے۔ آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اسپر موت آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جس میں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب قریب نہ ٹلنے کے نظر آتے ہیں اُسکا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیا بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام — **فرمایا** کہ صبح کو یہ فقرہ الہام ہوا "خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دے گا۔"

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوب صورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جنکو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ انہیں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جاوے۔

رویاء اول ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی نان کی مثل چمکتی ہوئی اُس کے ہاتھ میں ہے وہ روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اس رویا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رویاء ثانی - فرمایا ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اُسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اُس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت — عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا مچانا اُسکے کام نہیں آیا کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا مشکل یہ ہے کہ دنیا داروں کو اُن کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور اُمید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اُسکا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اُسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اسکے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کرے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا **الرجال قوامون علی النساء** اسی کی رستگاری کے ساتھ اُسکے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور **ولا یخاف عقبٰها** سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کو اُنکے پس ماندوں کی کوئی پروا نہیں ہے اُسوقت اُسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۳ر جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونیکے لیے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر حصہ اُن میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاو حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سینکڑوں کوس کے سفر کرکے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لیے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے **ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس** یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جنکے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالےٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک اُن سے با اخلاق پیش آتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں۔

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے — ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ انہیں کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اُسکا کھانا حلال ہے کہ نہیں۔ **فرمایا** کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اُس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت سی مشکلات در پیش آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اسمیں اسلام کے آداب مدنظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو انکا پتا نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو صرف دھوکا لگا ہوا ہے جو راست باز اکابر گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اسکے یہ معنی ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کہ گویا اور کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اُسے نظر نہ آوے ہر ایک شے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی اُسے نظر آوے کہ بلا ارادہ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ اسی مسئلہ میں غلطی واقعہ ہوکر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شے نہیں ہے اپنے آپکو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب

ہے پھیلا ہے۔ کہ فنا نظری کے شوق میں اولیا اللہ سے ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو۔ کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے

طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے

اکثر لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے موقعہ پر یہ سوال سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ طاعون کی نسبت پیشگوئیاں قادیان اور احمدی جماعت کے متعلق ہے۔ انسے یہ امر واضح نہیں ہوتا کہ عام پبلک کے لئے بھی کوئی نشان ہو سکیں۔ انسے صرف احمدی جماعت روحانی فائدہ اٹھا سکتی ہے مثلاً انی احافظ کل من فی الدار میں بھی الا الذین علوا بالاستکبار ایک ایسی شرط ہے جو پبلک کے لئے نشان نہیں۔ ہے جو آدمی مرگیا مرزا صاحب کہہ سکتے ہیں وہ متکبر تھا یہ صرف جماعت کو تنبیہہ ہوئی۔ اور اگر دار سے چار دیواری مراد لیجائے تو یہ شرط وہاں بھی ساتھ لگی ہوئی ہے اور انی احافظک کا جو الہام ہے اس سے ذہن اسطرف منتقل ہوتا ہے کہ ممکن ہے خاص دار میں کوئی کیس ہوجائے اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ بعض احمدی بھی طاعون سے مرے ہیں اور قادیان میں بھی طاعون آئی۔ اگرچہ اسدفعہ کوئی احمدی تو وہاں فوت نہیں ہوا لیکن اس امر کی بھی کوئی پیشگوئی نہیں ہے کہ قادیان میں طاعون سے کوئی احمدی نہ مریگا اسلئے انه اوی القریه بھی کوئی نشان نہ رہا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے دافع البلاء صفحہ ۵ پر لکھا ہے "کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا اب دیکھو تین برس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہوگئے۔ یعنے ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔ دوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیاں کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آجتک جو شخص طاعون زدہ باہر سے آیا وہ بھی اچھا ہوگیا" یہ عبارت مرزا صاحب نے انه اوی القریة کی تشریح میں لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ انکے نزدیک انه اوی القریة کے معنے یہی تھے کہ قادیان میں طاعون نہ ہوگی۔ حتے کہ کوئی کیس بھی نہ ہوگا پھر صفحہ ۶ پر الہام ہے ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم۔ اسکا ترجمہ خود مرزا صاحب نے صفحہ ۷ پر یہ کیا ہے "خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے"۔ پس اب پتہ نہیں لگتا کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ نہیں معلوم کہ آپ اسکی کیا تاویل کرسکتے ہیں۔

مذکورہ بالا سوال کا جواب گو ہم نے مختصر طور پر اسی وقت دیدیا جب سوال سنا۔ لیکن چونکہ اکثر احباب پر یہ سوال پیش ہوتا ہوگا اسلئے مفصل طور پر اپنی قلم سے شایع فرماتے ہیں یہ ظاہر کرنا بھی بعید از مصلحت نہیں ہے کہ طاعون کے متعلق جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں وہ ہماری ذاتی رائے اور خیال ہے اور کسیکو حق نہیں پہونچتا کہ ان تمام آرٹیکلوں کو وہ حضرت مرزا صاحب کیطرف منسوب کرے اگر حضرت مرزا صاحب خاص طور پر اپنی قلم سے اسکے متعلق شایع فرمائینگے تو آپکا اسم گرامی اسکے نیچے درج ہوا ہوگا

سو واضح ہو کہ خدا تعالے کا وہ کلام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا وہ بالکل برحق ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کوئی عبارت اپنی طرف سے تحریر فرماتے ہیں تو اسکا نام الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ وہ زیادہ سے زیادہ آپکی رائے اور اجتہاد ہے جسمیں غلطی کا امکان ہے۔ ہاں وہ عبارت جسکو آپ نشان قرار دیویں وہ بطور سند کے پیش ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ کشتی نوح میں حضرت اقدس نے بعض عبارات لکھکر انکے مضمونکو نشان قرار دیا ہے اور اپنے منجانب اللہ ہونیکی دلیل گردانا ہے جنکو ہم انشاء اللہ اپنے موقع پر درج کرینگے۔

طاعون کی نسبت جو الہامات متعلقہ احمدی جماعت و قادیان۔ دافع البلاء میں ہیں اگر انکو یکجائی نظر سے دیکھا جاے تو بہت ہی واضح طور سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵ پر الہام ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انه اوی القریه۔ درج ہے جسے حضرت مرزا صاحب نے خدا کی وحی کہا ہے اس سے آگے ۵ سطور میں اسکے معنے بیان فرماکر آگے جو عبارت اب دیکھو سے شروع ہوتی ہے اور جسے معترض نے پیش کیا ہے وہ الہامی عبارت نہیں ہے اور نہ اسکا ترجمہ ہے بلکہ خدا تعالے کے فضل و انعام کا بیان ہے جو اسوقت تک بلا کسی خصوصیت کے عام طور پر قادیان اور اہالیان قادیان کے شامل حال رہا۔ اور اس بیان کی ضرورت اسلئے تھی کہ اسے پڑھکر قادیان کے احمدی اور غیر احمدی باشندے خدا کی نعمت کا شکر کریں اور انکو یہ بتلانا مقصود تھا اگر تم لوگ اپنی حالت کو تغیر نہ کروگے تو یہ فضل تمہارے شامل حال رہے گا۔ اسلئے صفحہ ۶ کی سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھکر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے ۲ برس پہلے کہی گئیں تہیں وہ پوری ہوگئیں۔ گویا ایک طرح سے یہ اس امر کی پیشگوئی تھی کہ اگر قادیان کے لوگ اپنے ما بانفسهم کو بدل دینگے تو طاعون کا نشانہ ہونگے۔ اس لئے یہ عبارت مذکورہ بالا الہام سے کسی طرح بھی متضاد نہیں ہے اور مضمون "قادیان اور طاعون" میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ طاعون کا اصل باعث آریہ صاحبان کا اعتدا ہے جسکی وجہ سے الہام الٰہی نے دوسرے رنگ میں ظہور فرمایا ہے پھر اسی صفحہ ۵ پر انه اوی القریه کے معنے کرتے ہوئے لفظ تباہی پر ایک حاشیہ دیکر آپنے لفظ اوی کے معنے کہول دئے ہیں جس سے ایک سلیم الفطرت انسان سمجھ سکتا ہے کہ مطلق نفی طاعون کی پیشگوئی جیسے کہ معترض نے پیش کردہ عبارت سے ثابت کرنا چاہا ہے ہرگز نہیں ہے ورنہ ۵ سطور کے اندر ہی اندر دو مختلف اور متضاد مضمون کی عبارتیں کسطرح جمع ہو سکتی تہیں ایسا ہی اوی کے جتنے حاشیہ میں کئے گئے ہیں وہ معترض کے استنباط کو غلط ثابت کررہے ہیں۔ اصل الہام جو طاعون کے متعلق ایک بڑا نشان ہے وہ ہمارے خیال میں لولا الاکرام لهلک المقام ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ قادیان میں اس قسم کی طاعون ہرگز نہ پڑیگی۔ جو اسے ویران کردے اور مثل کھنڈرات کے بنا دے جیسے کہ ہم البدر نمبر ۱۹-۲۰ جلد ۳ میں ثابت کرچکے ہیں۔ رہا الہام ما کان الله لیعذبهم و انت فیهم۔ اس میں بھی عذاب سے خاص عذاب مراد ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کو بھی یہی الہام ہوا تھا اور آپ ابھی مکہ میں ہی تہے کہ سخت قحط پڑا جسکے کہ لوگوں نے ہڈیاں پیس کر گذارا کیا۔ پس اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی موجودگی میں کوئی عذاب کسی قسم کا قادیان کے لوگوں پر نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد وہی عذاب ہلاکت ہے جسکا ذکر لولا الاکرام لهلک المقام میں ہے پس اب جبکہ ہم ان تینوں الہاموں انه اوی القریه۔ لولا الاکرام لهلک المقام اور ما کان الله لیعذبهم کو یکجا ملاکر دیکھتے ہیں تو یہ بات بڑی واضح طور سے معلوم ہوجاتی ہے کہ اصل نشان قادیان اور طاعون کے بارے میں یہی ہے کہ وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا۔ اوی میں جس پناہ کا ذکر ہے وہ ہلاکت اور بالکل تباہی سے پناہ ہے۔ اور ما کان الله لیعذبهم میں جس عذاب کی نفی ہے وہ عذاب ہلاکت کی نفی ہے۔ جو کچھ معنے ان ہر سہ الہامات کے کئے ہیں انکی سمجھ اسطرح سے بھی بہت جلدی آسکتی ہے کہ تینوں الہامات اور لفظ اوی کے معنے جو حاشیہ پر ہیں یہ تمام ایسی عبارتیں ہیں جو کہ بالکل ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر لکھی ہوئی ہیں اور سب کو لکھنے والا ایک ہی شخص ہے اسلئے یہ خیال کرنا کہ انمیں آپس میں نقیض ہے پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵-۱۱ پر یہ سب الہامات ہیں اسلئے یہ محال ہے کہ اسکے مصنف نے ایک سطر میں تو کچھ لکھا اور اس سے چلکر اگلی سطور میں کچھ لکھدیا اور پھر مصنف بھی ایسا جو کہ دنیا کے اختلافات کے دور کرنے کیواسطے آیا ہوا اور موجودہ غلطیوں اور فسادوں کا رفع کرنا اسکا فرض منصبی ہو۔ اور مسلسلہ قادیان کے متعلق الہامات کا فیصلہ تو اوپر ہو چکا جس سے معلوم ہوا کہ قادیان کے متعلق طاعون کی کیا پیشگوئی ہے جماعت کا حال اسکی نسبت ہم کشتی نوح پر سے عبارات ذیل میں نقل کرکے دکھاتے ہیں جس سے نسبت پیشگوئی اظہر من الشمس ہے۔

ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلا دے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۲)

(۲) اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۱۳)۔

(۳) مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلتاً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اسنے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہیں)

(کشتی نوح صفحہ ۴ سطر ۱۲)۔

(۴) دوسرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو انمیں پائی جاویگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہ ہوگی۔

کشتی نوح صفحہ ۴ سطر ۱۶۔

(۵) بطور نشان الہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی اور انکی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائیگی۔

(کشتی نوح صفحہ ۵ سطر ۱) مذکورہ بالا پیشگوئیاں جماعت کی نسبت بہت کھلی کھلی ہیں اور انسے صرف ایک اندھا ہی انکار کرسکتا ہے۔ اگر کسیکو یہ خیال ہو کہ انمیں بھی تاویل کی گنجائش ہے تو اسکا فیصلہ بھی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ جسطرح اور جن الفاظ میں حضرت مسیح موعود عم نے پیشگوئیاں کی ہیں اسی طرح انکا کوئی منکر اور مکذب جو کسی فرقہ یا مذہب یا گروہ کا پیشوا ہو انکا مد مقابل بنکر انہی الفاظ میں پیشگوئی کرے۔ اگر ان الفاظ میں کوئی ایسی گنجائش ہے کہ بصورت نہ پورے ہونے پیشگوئی کے حضرت مسیح موعود اسکا فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو وہی فائدہ انسے وہ بھی اٹھا سکے گا اور اسطرح سے حق اور باطل کے درمیان ایک فرق بین لوگوں کو معلوم ہو جاویگا صرف اعتراض اور نکتہ چینی سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ذرا اسکی مثل تو بنا کر لاؤ تا پتہ لگے کہ جھوٹے کا منہ کالا ہوتا ہے کہ نہیں۔

اب اسکے بعد ہم ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ بہت کھلی کھلی روشن ہے اور جسمیں کسی تاویل کی کسی طرح بھی گنجائش نہیں ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام انی احافظک خاصۃ ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ آپ طاعون سے خصوصیت سے محفوظ رکھے جاویں گے۔ اب ذرا اللہ غور کرکے دیکھو کہ ایسی ایک وقت میں جبکہ موت کا بازار گرم ہے۔ اور ٹڈیوں (مکڑیوں؟) کی طرح لوگ مر رہے ہیں کیا کوئی شخص جرأت سے کہہ سکتا ہے کہ میں ضرور طاعون سے محفوظ رہونگا۔ اگر یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور کھلی کھلی پیشگوئی نہیں ہے۔ یا اگر یہ تو پھر عام بات ہے تو پھر چاہئے کہ آپکے مقابلہ میں کوئی شخص ایسے ہی دعوے سے یہ کہہ دیوے کہ مجھے بھی خدا نے طاعون سے محفوظ رکھنے کی خبر دی ہے اور میں اس سے اطلاع پاکر کہتا ہوں کہ میں ضرور محفوظ رہونگا اور طاعون کی موت سے ہرگز نہ مرونگا۔

غرضیکہ

مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار پیشگوئیاں شایع کی ہیں

اول - یہ کہ آپ کا وجود باوجود طاعون سے محفوظ رہے گا

دوم - یہ کہ احمدی جماعت نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملوں سے محفوظ رہیگی۔

سوم - یہ کہ قادیان طاعون سے تباہ و برباد ہرگز نہ ہوگی کہ لوگ آسے آکر کھنڈرات کی شکل میں پاویں۔

چہارم - یہ کہ طاعون کے ذریعہ سے احمدی جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی۔

مَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ

ناظرین کو معلوم ہے کہ آجکل طاعون کی آمد آمد جس قریہ یا مقام پر ہوتی ہے وہاں کے لوگ اسکے دفعیہ کیلئے اپنے اپنے اعتقاد اور خیال کے مطابق صدقہ خیرات شروع کرتے ہیں۔ ہندو سانڈوں کو نکالتے ہیں مسلمان مل مل کر دعائیں کرتے ہیں۔ پیر پرست اقوام اپنے اپنے پیروں سے مشرکانہ رنگ میں اسکا علاج دریافت کرتے ہیں۔ قبر پرست قبروں پر حصول مراد کیلئے جاتے ہیں بت پرست اقوام بتوں کی پوجا طرح طرح سے کرتے ہیں حالانکہ یہ اصل علاج طاعون کا نہیں ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ دعا اور صدقہ اور خیرات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور خدا تعالے مضطر کی دعا سنتا ہے جیسے کہ اسکا وعدہ ہے امن یجیب المضطر مگر اس وعدہ میں وہ لوگ مخاطب ہیں جو کہ محض ابتلا کے طور پر عذاب میں مبتلا ہوں۔ لیکن اسوقت جو عذاب طاعون آیا ہے وہ بطور سزا کے ہے نہ بطور ابتلا کے۔ تاکہ اللہ تعالے اسکے برگزیدوں اور اسکی کلام اور احکام کی جو بیحرمتی کیگئی ہے اور بجائے تعظیم کے توہین کو روا رکھا گیا ہے اسکی پاداش لوگوں کو دی جاوے بعض لوگوں کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ ہم نے کبھی بیحرمتی اور توہین نہیں کی۔ تو انکا جواب یہ ہے کہ انہوں نے تعظیم بھی تو نہ کی۔ پس ایک شئے جو کہ قابل قدر ہے اسکی قدر نہ کرنی اور ایک مطاع جو کہ قابل اطاعت ہے اسکی اطاعت نہ کرنی بھی تو بذات خود ایک توہین ہے۔ علاوہ اسکے جو لوگ خود خدا تعالے اور اسکے شعائر کی بیقدری اور بے حرمتی کرتے رہے اسمیں یہ لوگ قولی یا فعلی طور پر ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ اور اس قسم کے صریح ظلموں کو دیکھ کر کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ محض اللہ تعالے کی رضامندی کی خاطر وہ مقابلہ کرتا بلکہ اگر کسی نے مقابلہ شروع بھی کیا تو اپنے نفسانی اغراض کی بنا پر۔ جو کہ خدا تعالے کے نزدیک بذات خود قابل نفرین حرکت ہے۔ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی تحریروں سے جیسے کہ معلوم ہوتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ طاعون تو اسلئے آئی ہے کہ خدا تعالے کو منوا وے اور طیب اور خبیث میں تمیز کرے۔ پس اگر یہ مشرکانہ دعاؤں اور صدقہ اور خیرات سے ٹل سکتی ہے جو کہ خدا تعالے کی رضا اور آیت کے موافق ہرگز نہیں۔ تو پھر طیب اور خبیث میں کیا فرق ہو سکتا ہے

آداب دعا میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والے کے معاملات کیا بلحاظ اعتقاد کے اور عبادات کے اور کیا بلحاظ انسانوں کے تعلقات کے اللہ تعالے کے ساتھ بالکل درست اور راست ہوں۔ اسکے اکل و شرب میں کوئی حصہ محرمات کا نہ ہو۔ اب دیکھو کہ جو لوگ مل مل کر دعائیں کرتے ہیں انکی زندگی کیسی ہے کیا انہوں نے ناجائز اور ظالمانہ وسائل آمدنی کے ترک کر دیئے۔ یا محض خدا کی رضا کیخاطر اپنے نفسوں اور شکموں کو اسلئے بھوکا رکھا کہ ان کو حلال روزی میسر نہ ہوئی۔ بلکہ اسی طرح رشوت۔ سود۔ خیانت اور دوسرے حرام ذرایعہ سے پالا ہوا گوشت اور پوست لیکر خدا کی بارگاہ میں اسلئے حاضر ہونا چاہتے ہیں کہ خدا انکی دعا قبول کرے۔ اسی طرح شیعہ اور سنی۔ پیر پرست اور قبر پرست۔ مقلد اور غیر مقلد سب اپنے اپنے عقیدوں پر جم کر خدا سے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں۔ جن سے اسکی ذات اور صفات پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالے جو ذوالفضل ہے اور ہمیشہ سے اپنے برگزیدوں پر انعام و اکرام کرتا رہا ہے اور آڑے وقت پر دین اسلام کی مدد کرتا رہا ہے۔ اسکی نسبت اب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ازمنہ سابقہ میں تو اسکو یہ قدرتیں حاصل تھیں مگر اب نہیں اسکے فضل و کرم کا دروازہ شیعوں کے نزدیک تو بارہ اماموں تک محدود ہوگیا۔ مقلدوں کے نزدیک اربعہ امام تک پیر پرستوں اور قبر پرستوں کے نزدیک اس ہی قیوم کی قدرتیں ان مردوں نے چھین لیں جنکا سوائے ہڈیوں کے اور کوئی نشان بھی زمین پر موجود نہیں ہے۔ بھلا اب خود دیکھو اور خود سوچو کہ جب تمہارے نزدیک خدا کی یہ قدرت اور عظمت ہے اور تم نے اسے محدود کر دیا ہے .....

[illegible] نقطہ [illegible] اور [illegible] (باقی)

احاطت لیت و عدا

گورداسپور

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں۔ ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے۔ رہنے کا مقام نہیں۔ اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو یہ خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونیوالے ہیں اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے۔ جو دائمی ہے اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی دیکھ کر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرۃ کا جنم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں ... عطا کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود رضامندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈالدیا ہے ان کو وہاں چلکر اس کا بدلہ ملے گا۔ یہ جہان تو ... جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے ... جن سے خدا راضی ہو۔

... لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے ... اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالکر خدا کو راضی کرتے ...

... کے دو خدمت گار ہیں۔ ایک کو وہ ایسے کام ... دیتا ہے۔ کہ جہاں اس کو سواری ملسکتی اور ... ٹھنڈا ہے اور ہر طرح کا آرام ہے ... گار کو ایسی طرف روانہ کرتا ہے۔ جس راستہ ... ملسکتی اور نہ سایہ ہے۔ بلکہ پیدل چلنا اور سخت ... کا سامنا ہے۔ مگر وہ جانتا ہے۔ کہ جس کو ... اس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا ... خدمت گاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ... سے اندھے اپاہج۔ غریب۔ فقیر ... تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جگہ ... چلکر بدلہ ملتا ہے۔ تو کیا ضرورۃ ہے کہ ہم ... اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض ... نے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنیکو ... کرنے والا ہے۔ تو کسی کو کسی طرح ... کہ ور دیتا رہے گا پس اپاہج اور اندھے ... ملقت کا بدلہ قیامت میں ملجائیگا۔ ... شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے ... و نشاط مہیا ہیں یہ وہ باریک ... جنون میں مبتلا ہے اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیر زادے کو کبھی میسر نہیں۔ پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اس سے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہر حال یہ دنیا چند روزہ ہے۔ انسان کیا سمجھتا ہے۔ کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کر کے مر جاتا ہے۔ تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مر جاتے ہیں تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلی جنم میں فلاں علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آئے وہ پہلے علم و عمل ضائع ہوتے رہے۔ جس طرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ یہاں کا پہلا آنا بھی اس کو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا رکھیگا اور نجات کس طرح حاصل کریگا۔ جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی۔ مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک اُن کو یاد نہیں رہتا اور جب آتا ہے۔ خالی ہاتھ ہی آتا ہے۔ کچھ تو ساتھ لاوے اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں دم بند ہوگیا ہے۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ اور روح رخصت ہوگیا ہے۔ اسی طرح تم اس کے واپس آنے کا ثبوت پیش کرو۔ تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنے کا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے۔ پس بغیر ثبوت کے ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہ سے رخصت ہوا تھا۔ واپس آن کر کچھ بھی یاد نہیں جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہے تو کس طرح معلوم ہو کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے۔ اگر صرف اس کمی بیشی کو پورا کرنے کے واسطے جنم ماننا ہے تو ہم یوں کیوں نہ مان لیں کہ جس طرح یہاں تکلیف اٹھاتا ہے۔ اسی طرح کیا وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلا عطا نہیں کر سکتا۔ مثلاً دیانند مر گیا ہے اگر آجاوے تو ہم اس کو اس طرح شناخت کر سکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھ کر سنا دیوے۔ پڑھا ہوا آدمی تو اگر بھینس کی شکل میں ہی آجاوے تو چاہیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس کے کچھ اور معنی ہیں۔ یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کیطرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جس طرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اسمیں صرف دودہ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کہانے لگتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ غصہ۔ کینہ۔ خود پسندی۔ نخوۃ۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں۔ اور دن بدن جوں جوں اسکی غذائیت بڑھتی جاتی ہے۔ شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسیطرح ایک وقت درپردہ پوری کمال انسانی پر پہونچتا ہے اور یہی اس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی کتا کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کیساتھ سلوک کا راستہ چلیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اس کا قرآن بھی اقراری ہے غالباً یہی تناسخ ہنود میں تھا مگر بے علمی سے دہوکہ لگ گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی

مگر دنیا میں جس بات کو کوئی شخص مان بیٹھا ہے وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ راستی کو دریافت کر کے ناراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد و تعصب اور ہٹ دہرمی ماننے نہیں دیتی۔

مکھیاں شہد بناتیں ریشم کا کیڑا ریشم بناتا۔ موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑی گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے فائدہ مند ہے۔ اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جسم پورا کر کے کل گائیں کل مکھیاں۔ کل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہییں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک وقت آنے پر دنیا سے نابود ہو جانی چاہییں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورۃ ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں۔ جن کے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو یا خدا کی حکمت مانو مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے ہرگز گذارہ نہیں ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

(الحکم)

رسالہ ابطال الوہیت مسیح۔ مصنفہ حضرت حکیم نور الدین صاحب حی الوسع ہوگی سے کارخانہ البدر میں چھپ رہا ہے امید ہے کہ کچھ نئے نکات اور مضامین اس میں ایزاد کئے جاوینگے **قیمت** ۲ر یا اس سے کم ہوگی

تذکرۃ الشہادتین۔ بزبان پنجابی نظم ہو کر کارخانہ میں پہونچ گیا ہے۔ عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ احمدی شعراء سے التماس ہے کہ اب اُسے اردو زبان میں نظم فرماویں اور اس کیمتعلق کارخانہ سے خط و کتابت کریں (محمد افضل)